بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

آج سے کوئی بتیس تیتیس برس پہلے علامہ اقبال مرحوم نے اسپین کے سفر کے بعد اپنی مشہور نظم ''**مسجد قرطبہ**'' لکھی تھی۔ اس میں گزشتہ چند صدیوں میں یورپ میں جو مذہبی، فکری، سیاسی اور معاشرتی انقلابات رونما ہو چکے ہیں اور ان سے جس طرح مغربیوں کا جہان دگرگوں ہوا اور فکر کی کشتی نازک رواں ہوئی، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں۔

روح مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب
راز خدائی ہے یہ کہ نہیں سکتی زباں

روح مسلمان میں علامہ اقبال کی دوربین اور حقیقت شناس نگاہوں کو جو اضطراب نظر آیا تھا، اس مدت میں اس کے عملی اظہار کی ایک شکل تو یہ ہوئی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک کے سارے مسلمان ملک سیاسی لحاظ سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اور وہ اپنی سیاسی آزادی کو مستحکم کرنے اور اپنے عوام کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے اپنی معاشی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔

روح مسلمان کے اضطراب کا یہ ایک مظہر ہے۔ اور باوجود اپنی بہت سی کوتاہیوں کے مسلمان قوموں کو ماضی میں اپنی تاریخ کے جن ادوار سے گزرنا پڑا، ان کے پیش نظر یہ ناگزیر تھا کہ ان کے ارتقا و ترقی کی جدوجہد یہ مظہر اختیار کرتی۔ اور انہیں غیر مسلم اجنبی تسلط سے سیاسی آزادی حاصل کرنے کے لئے ان مراحل سے گزرنا پڑتا۔

لیکن آج روح اسلام اقوام اسلامی کی ان کامیابیوں سے پوری طرح مطمئن نہیں ۔ اس کا اضطراب جس کی علامہ اقبال کی چشم بصیرت نے بہت پہلے نشان دھی کی تھی ، کہیں زیادہ گہرا ھے ۔ وہ اپنی تسکین کے لئے ایسی وسعتیں چاھتا ھے ، جو صرف سیاسیات و اقتصادیات کی خارجی زندگی تک محدود نہ ھوں ، بلکہ اُن کی پہنائیوں میں باطنی و معنوی زندگی کے جو شعبے ھیں وہ بھی آجائیں اور روح اسلام کی صحیح نمود ھو ۔

اور یوں بھی آج اکثر و بیشتر مسلمان قومیں جغرافیائی وطنیت اور قومیت کے جس مقام پر کھڑی ھیں ، کسی زندہ اور ترقی خواہ قوم کی یہ کبھی آخری منزل نہیں ھو سکتی ۔ قومیت اور وطنیت تاریخی ارتقا کے کسی مرحلے میں خواہ کتنی بھی ناگزیر کیوں نہ ھو ، لیکن کوئی قوم جو انسانی قدریں رکھتی ھے اور اپنے آپ کو بڑی انسانی برادری کا ایک حصہ سمجھتی ھے ، اس پر کبھی قانع نہیں رہ سکتی ۔

*

اس صدی کے اوائل سے مسلمان اقوام جس راہ پر چل رھی ھیں ، اس پر چلتے چلتے وہ اس مقام پر آ گئی ھیں کہ اب ان کے سامنے دو راستے ھیں تیسرا کوئی راستہ نہیں ۔ یا تو وہ اسلام کو اپنا کر مجموعی انسانی برادری میں بحیثیت مسلمان کے اپنی جگہ پیدا کریں ۔ اور ان کے درمیان اسلام کا ایک موثر اور فعال رشتہ ھو ۔ یا شیوعیت ، اشتراکیت اور مغربی جمہوریت کی بڑھتی ھوئی طاقتیں انہیں اپنے اندر مدغم کر لیں گی اور ان کی خصوصی اسلامی حیثیت ختم ھو جائے گی ۔ باقی رھا یہ سوال کہ وہ اس وقت جس مقام پر ھیں ، وھی ان کی آخری منزل بن جائے ، تو اس معاملے میں ھمیشہ قرار میں اجل پوشیدہ ھوتی ھے ۔

*

اس سال مکہ معظمہ میں حج کے فوراً بعد رابطہ العالم الاسلامی کی جو مؤتمر منعقد ھوئی ، اور اس میں جو مقالات پڑھے گئے ۔ تقریریں اور سفارشات کی گئیں ، آج عالم اسلام جس دو راھے پر کھڑا ھے اور جو زبردست چیلنج اسے در پیش ھے ، ان میں اس کی رھنمائی کی گئی ھے ۔ مؤتمر کے عمومی اجلاس میں

مقالات اور تقاریر کے علاوہ مختلف امور پر غور و خوض کرلے کے لئے الگ الگ مجالس بھی ترتیب دی گئی تھیں - اور انہی نے باھم صلاح و مشورہ اور بحث و تمحیص کے بعد سفارشات پیش کیں - رابطہ" العالم الاسلامی کی اس مؤتمر کے اجلاس ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء سے ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء تک ھوتے رہے اور تقریباً ۵۳ ملکوں کے وفد اس میں شریک ھوئے -

*

مؤتمر میں مملکت سعودی عرب کے وزیر معدنیات اور پٹرول الاستاذ احمد زکی یمانی نے ایک طویل مقالہ '' العدالہ" الاجتماعیہ" فی الاسلام '' کے عنوان سے پڑھا ، جس میں انہوں لے بتایا کہ کس طرح ھم اپنے اجتماعی و اقتصادی مسائل قرآن و سنت اور سلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں حل کر کے اپنے ھاں عدل اجتماعی قائم کر سکتے ھیں - اور یہ کہ اسلام کے نزدیک ملکیت کا تصور کیا ھے - اس بارے میں فرد کے کیا حقوق ھیں اور جماعت کے مصالح و مفادات کیا مطالبہ کرتے ھیں - اسلام نے افراد کی احتیاج دور کرنے اور جماعت کی عمومی فلاح و بہبود پر کتنا زور دیا ھے - اور خود نفس دین میں اس کی کتنی اھمیت ھے - دولت کی پیداوار میں سرمائے اور محنت کی شراکت کن شرطوں پر ھو - اور اس کے متعلق اسلام کے کیا احکام ھیں - ان سب امور پر فاضل مقالہ نگار نے بڑی شرح وبسط سے بحث کی اور بتایا کہ ھم اسلام کی تعلیمات کی رھنمائی میں وہ سب تبدیلیاں لاسکتے ھیں، جنکی معاشرے کو ضرورت ھے - بے شک اسلام شخصی ملکیت کی اجازت دیتا ھے لیکن اس کے نزدیک ملکیت کا اصل مقصود جماعت کی فلاح و بہبود ھے - یہ مقالہ سعودی عرب کے ایک وزیر مملکت کا ھے ، اور اس سے اندازہ کیا جا سکتا ھے کہ سر زمین مقدس میں فکری ہوائیں کس رخ پر چل رھی ھیں اور وھاں اپنے اقتصادی و اجتماعی مسائل کو حل کرنے کے لئے کتنی سنجیدگی اور سر گرمی سے سوچا جا رہا ھے -

*

مکہ مکرمہ کی بلدیہ کی طرف سے ارکان مؤتمر کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب ھوئی - اس میں صدر بلدیہ الاستاذ عبداللہ عریف نے تقریر کرتے ھوئے کہا کہ ھمیں یہ یاد رکھنا چاھیئے کہ آج ھمارے وہ حالات نہیں جن میں پہلے

پہل امت اسلامیہ کی نشو و نما ہوئی تھی - اس لئے ہمیں دعوت اسلامی کو اپنی جدید زندگی اور اس زمانے کے ترقی پذیر عالمی معاشروں کے حالات کے مطابق شکل دینا ہوگی - اور یہ کہ اس دور میں عقل انسانی جو اختراعات و ایجادات کر چکی ہے اور ان صدیوں میں اس نے علوم و معارف کے جو خزانے جمع کئے ہیں - ان سے بھی استفادہ کرنا اور انہیں اپنانا ہوگا - موصوف نے بتایا کہ ہم مسلمانوں کے ہاں کتنی جہالت، بے کاری، بیماریاں اور معاشی پسماندگی ہے - اور آج ان کے ساتھ کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی -

آخر میں صدر بلدیہ مکہ معظمہ نے کہا :— بے شک ہم نے المواطن (ہم وطن) فیصل کی، میں انہیں ملک (بادشاہ) اور صاحب الجلالہ" (ہز میجسٹی) کے بجائے المواطن ہی کہوں گا، اس لئے بیعت کی ہے کہ وہ شعائر اسلامی کی خدمت اور عدل اجتماعی کے قیام کے لئے بہترین اسلامی شخصیت ہیں -

شعائر اسلامی کے احترام اور ان کی خدمت کے ساتھ ساتھ عدل اجتماعی پر اس قدر زور - اور وہ بھی مکہ معظمہ کی بلدیہ کے صدر کی زبان سے - یہ ہے نیا رجحان جو اس دفعہ رابطہ" العالم الاسلامی کی اس مؤتمرمیں نمایاں طور پر نظرا تا ہے -

———*———

مؤتمر کے تحت من جملہ اور مجالس کے ایک مجلس ثقافت بھی تشکیل کی گئی تھی - اس نے ایک سفارش اس مضمون کی کی :— تعلیم کے تمام مدارج میں اسلام کی تعلیم دی جائے - لیکن اس کے لئے جدید اور جاذب توجہ طریقے اختیار کئے جائیں - اس میں جزئیات و تفصیلات سے زیادہ عقائد اسلامی کے ان اصولوں پر زور دیا جائے، جو مسلمانوں کو متحد کرنے والے ہیں - جن سے مختلف مذاہب اسلامی کی اصلاً وحدت کا شعور پیدا ہو اور فرقہ وارانہ تعصبات نہ ابھریں -

———*———

رابطہ" العالم الاسلامی کا قیام سنہ ۱۹۶۲ء میں عمل میں آیا تھا - اس کی پہلی مؤتمر اسی سال حج کے بعد مئی کے مہینے میں منعقد ہوئی تھی،

اور اس کے بعد برابر اس کے اجلاس ہوتے رہے ہیں، لیکن شاہ فیصل کے برسراقتدار آنے سے سعودی عرب کی مملکت اور اس کے عوام کے باشعور و با اثر طبقوں میں نئی زندگی کی جو لہر اٹھی ہے ۔ اور جس کا اظہار ان کے ہر شعبے میں ہو رہا ہے ۔ رابطہ العالم الاسلامی کی اس سال کی مؤتمر میں بھی اس کا نمایاں اثر ملتا ہے ۔ سر زمین حجاز کی ، جس میں کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس شہر واقع ہیں ، عالم اسلام میں ہمیشہ سے یہ حیثیت رہی ہے جو انسانی جسم میں دل کی ہوتی ہے ۔ کہ سارے جسم کا خون دل میں جاتا ہے اور وہاں سے صاف ہو کر پھر جسم میں پھیلتا ہے ۔ گزشتہ دو صدیوں میں مسلمان ملک براہ راست یورپ کے سیاسی تسلط ، معاشی استحصال اور فکری و ثقافتی غلبے کے تحت رہے ۔ اور ظاہر ہے اس سے ان کی خارجہ اور داخلی زندگی بہت حد تک متاثر ہوئی - اور اس میں ہر طرح کی اور بڑی دور رس تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں - اس تمام مدت میں جزیرہ عرب نسبتاً ان اثرات اور تبدیلیوں سے بہت حد تک مامون رہا۔ اور زندگی زیادہ تر اسی پرانے ڈھرے پر چلتی رہی - لیکن نئے اسالیب فکر نئے طور طریقوں ، نئی تمدنی و ثقافتی قدروں ، مختصراً وہ زندگی جو پچھلے دو سو سال کے یورپ کے اثرات سے دنیائے اسلام میں وجود میں آئی اس کا سیلاب اب اس " بلد امین " کی حدود تک بھی پہنچ رہا ہے اور اور ریڈیو نے اس کی روانی میں مزید آسانی اور اس کے کٹاؤ میں زیادہ شدت پیدا کر دی ہے ۔ المواطن فیصل کا برسر اقتدار آنا اسی بڑھتے ہوئے سیلاب کے خلاف اس سر زمین مقدس کا جو ہمیشہ سے دارالاسلام رہی اور وہاں بجا طور پر اسلام کی قدامت پسند دینی، فکری اور معاشرتی روایات پرورش پاتی رہیں، ایک قدرتی ردعمل ہے ۔ جس کی ذہنی تصویر ہمیں اس سال کی مؤتمر اسلامی کی روئداد میں ملتی ہے ۔ یہ رد عمل اور وسیع ، گہرا اور دور رس ہوگا ۔ اور چوں کہ اس کا سر چشمہ وہ شہر اور سر زمین ہے، جو اسلام کا اولین مرکز ہے - جہاں کہ خارجی اثرات کی داروگیر کم سے کم رہی ہے - اور جہاں اسلامی روایات کا سلسلہ مربوط چلا آتا ہے ، اس لئے پوری امید ہے کہ اس رد عمل کا حاصل ایک ایسانظام فکر اور ہیئت اجتماعی و اقتصادی ہوگی۔ جو اس دور کی ضرورتوں اور جدید زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ اصلاً و معناً اسلامی رہے گی۔

یعنی اس کا مرکز اطاعت بھی اسلام ہوگا اور اس کے فکر و ذہن کا مصدر فیض بھی اسلامی تعلیمات ہوں گی ۔

کہا جاتا ہے اور بالکل صحیح کہا جاتا ہے کہ شاہ فیصل کا مملکت سعودی عرب کا سر براہ و فرماں روا بننا ایک پر امن داخلی انقلاب تھا ، جس کی تحریک و راہنمائی خود اس سر زمین کے اسلامی و اجتماعی شعور نے کی - اب شاہ فیصل کی زیر قیادت رابطہ" العالم الاسلامی کی اس سال جو مؤتمر منعقد ہوئی ہے ، اسی طرح اگر اس کو ایسے انقلاب کا نام دیا جائے ، جس کے اثرات بڑے دور رس ہوں گے ۔ اور عالم اسلام کے بڑے حصے کو متاثر کریں گے ۔ تو یہ بھی اتنا ہی صحیح ہوگا ۔

*

ماہنامہ '' فکر و نظر'' خاص طور پر اس مؤتمر کا خیر مقدم کرتا ہے - کیوں کہ وہ اسی منزل کی طرف جادہ پیما ہے- جس کے بارے میں اس مؤتمر میں فکری رہنمائی کی گئی ہے - وہ یقین رکھتا ہے کہ اگر دعوت اسلام کو اس زمانے کے حالات کے مطابق پیش نہ کیا گیا ۔ ان تین چار سو سالوں میں عقل انسانی نے خارجی و داخلی زندگی کو ترقی کے جس بلند مقام پر پہنچایا ہے ، اس سے استفادہ کرنے اور اس کے حسنات کو اپنانے کی سعی نہ ہوئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر خود مسلمان ملکوں میں اسلام کی حقیقی روح کے مطابق عدل جتماعی کا قیام عمل میں نہ لایا گیا تو خیر نام کی مسلمان قومیں تو ضرور رہیں گی ، لیکن اسلام بحیثیت ایک فعال ، موثر ، ایمان آفریں اور عالم گیر عقیدہ اور نظام حیات کے خدا نخوستہ بمشکل کہیں نظر آئے گا -

*

الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ